گوشۂ ادب رثائی

مرثیہ درحال جناب قاسمؑ (بند-۲۸)

مولوی سید سجاد حسین شریفؔ جائسی مرحوم

(۱)

جب کھائی سناں سروِ ریاضِ حسنؑ نے
دل توڑ دیا سینے میں برچھی کی اَنِی نے
یک آہ کی مرقد میں رسولؐ مدنی نے
چلّائے کہ مارا ہمیں تشنہ دہنی نے
خوں بہتا ہے اب دل کو سنبھالا نہیں جاتا
پھل برچھی کا سینے سے نکالا نہیں جاتا

(۲)

اب گھوڑے سے گرتے ہیں چچا جان خبر لو
ہم رن میں ہوئے آپ پہ قربان خبر لو
بندہ کوئی ساعت کا ہے مہمان خبر لو
دم ہونٹوں پہ ہے اے شہؑ ذیشان خبر لو
مونس کوئی جز بیکسی و یاس نہیں ہے
ہے وقتِ اجل اور کوئی پاس نہیں ہے

(۳)

سن کر یہ صدا رونے لگے حضرت شبیرؑ
سینے میں جگر پر غم قاسمؑ کا لگا تیر
صدمہ یہ ہوا دل پہ کہ حالت ہوئی تغیّر
چلائے کہ اے جانِ تن سرورِ دلگیر
خوں روتے ہیں دل غم سے بھرا آتا ہے قاسمؑ
گھبراؤ نہ مظلوم چچا آتا ہے قاسمؑ

(۴)

طاقت نہیں پاتا کہ قدم جلد اُٹھاؤں
اے راحتِ جاں اب تمہیں کس طرح سے پاؤں
کس غول میں کس صف میں نہاں ہو کدھر آؤں
بیتاب ہوں کیوں کر تمہیں چھاتی سے لگاؤں
کوئی نہ بتائے گا پتہ فوج عدو میں
کیا جانئے کس سمت تڑپتے ہو لہو میں

(۵)

واں فوج میں غل کرتے تھے یہ ظلم کے بانی
لو قتل ہوا سید مسمومؑ کا جانی
ڈوبی ہوئی ہے خون میں پوشاک شہانی
یک رات کے دولہا کا لٹا باغ جوانی
تر خون میں تصویر ہے اُس رشک چمن کی
لُو آ کے خبر لاشۂ فرزند حسنؑ کی

(۶)

اے جانِ تنِ فاطمہؑ اے سید والا
دَوڑو کہ بھتیجے کے لگا سینے پہ بھالا
گھوڑے سے گرا آپ کی آغوش کا پالا
دم توڑتا ہے خاک پہ وہ گیسوؤں والا
تڑپے نہ یہ کس طرح کہ مرنے کے قریں ہے
ہے ہونٹوں پہ دم اور کوئی پاس نہیں ہے

(۷)

یہ اور ستم ہوتا ہے اے شاہ خوش اقبال
کرتے ہیں تنِ قاسمؑ نوشاہ کو پامال
یاں آن کے دیکھو تو بھتیجے کا ذرا حال
اب آپ کو لاشے کا بھی ملنا ہوا اشکال
کنگنا نہیں ہاتھ آئے گا، سہرا نہ ملے گا
گر خاک بھی چھانوگے تو لاشہ نہ ملے گا

(۸)

یہ سن کے قدم آگے جو حضرت نے بڑھایا
میدان میں حلقہ کئے لشکر نظر آیا
تلوار علم کرکے لعینوں کو ہٹایا
داماد کو ریتی پہ تڑپتا ہوا پایا
منہ کھولے تھا خوں سینۂ زخمی سے رواں تھا
ہر عضو پہ نقشِ سُمِ رہوار عیاں تھا

(۹)

شبیرؑ پکارے کہ مری جان میں آیا
پایا تمھیں میں نے پہ تڑپتا ہوا پایا
تلواروں سے اعدا نے تمھیں خوں میں ڈُبایا
ہے ہے مرے بھائی کی نشانی کو مٹایا
تیغوں سے کٹا سرو محمدؐ کے چمن کا
تازہ ہوا پھر آج مجھے داغ حسنؑ کا

(۱۰)

صدقے ہو چچا، خاک سے گردن کو اٹھاؤ
یہ چاند سی چھاتی مری چھاتی سے لگاؤ
میں لے چلوں مقتل سے مری گود میں آؤ
بیتاب ہے ماں چل کے اسُے شکل دکھاؤ
ڈیوڑھی پہ کھڑی دیر سے چلاتی ہے سن لو
ہے ہے مرے قاسمؑ کی صدا آتی ہے سن لو

(۱۱)

فرما کے یہ لاشے سے گرے شاہِ سر افراز
چلائے کہ ہے ہے مرے صفدر، مرے جانباز
اے لال ابھی تم نے تو دی تھی مجھے آواز
کیا بولنے میں طائر جاں کر گیا پرواز
موت آگئی کیا جلد ہم آنے بھی نہ پائے
ہے ہے تجھے چھاتی سے لگانے بھی نہ پائے

(۱۲)

جنت کو سدھارے ہمیں اے لال بھُلایا
شادی کا بھی کچھ لطف نہ دنیا میں اُٹھایا
شربت تو کجا، پانی کا قطرہ بھی نہ پایا
کنگنا نہ کھُلا تھا کہ پیامِ اجل آیا
تم قتل ہوئے رانڈ دُلہن ہوگئی بیٹا
یہ بیاہ کی پوشاک کفن ہوئی گئی بیٹا

(۱۳)

چلّائے بہت شاہؑ پہ دم اس میں نہ پایا
رویا کیا تا دیر یداللہ کا جایا
پھر لاش کو نوشاہ کی ریتی سے اُٹھایا
منہ چوم لیا، چھاتی سے چھاتی کو لگایا
بند آنکھیں تھیں منہ پیاس کی شدت سے کھلا تھا
لٹکے ہوئے تھے پاؤں بھی منکا بھی ڈھلا تھا

(۱۴)

دولہا کا نظر آیا جو فضہ کو یہ احوال
رونے لگی منھ پیٹ کے ہاتھوں سے کیا لال
دروازے سے خیمے میں گئی کھولے ہوئے بال
گھبرا کے لگی پوچھنے بانوئے خوش اقبال
ہے خیر تو، کس واسطے گھبرائی ہے فضّہ
کیا قاسمؑ نوشہ کی خبر لائی ہے فضّہ

(۱۵)

وہ بولی کہ میں کیا کروں اے بانوے ناشاد
لاش آئی ہے، دنیا سے گیا قاسمؑ داماد
پردیس میں شہزادی مری ہوگئی برباد
راس آئی نہ شادی اُسے فریاد ہے فریاد
جنت کو گیا قتل کے میدان سے دولہا
آتا ہے دُلہن پاس عجب شان سے دولہا

(۱۶)

افسوس دولہن کا کوئی ارمان نہ نکلا
دو روز بھی نوشاہ کو جی بھر کے نہ دیکھا
یہ بیاہ تھا یا خواب تھا وا حسرت و دردا
تھی شب کو دُلہن آج ہوئی رانڈ وہ دکھیا
تقدیر عجب سانحہ دکھلاتی ہے لوگو
چوتھی کے عوض دولہا کی لاش آتی ہے لوگو

(۱۷)

کیا روتی ہو اب بیٹی کو رنڈ سالہ پنہاؤ
سر کھول دو پوشاکِ عروسی کو بڑھاؤ
اب مانگ میں صندل کی جگہ خاک لگاؤ
لاش آتی ہے دولہا کی دولہن کو بھی تو لاؤ
آ پہنچے ہیں شہؑ رونے کا ساماں کرو بی بی
ہاں چاک دولہن کا بھی گریباں کرو بی بی

(۱۸)

یہ کہتی تھی جو لاش کو لائے شہؑ مظلوم
بیووں میں عجب گریہ و زاری کی ہوئی دھوم
تھا شور کہ ہے ہے پسر سید مسموم
غم ہوئے گا شادی میں یہ تھا ہم کو نہ معلوم
دن بیاہ کے موت آگئی فرزند حسنؑ کو
رونے کے لئے چھوڑ گئے اپنی دولہن کو

(۱۹)

ماں دولہا کی کہتی تھی بصد گریہ و زاری
اس مکھڑے کے قربان میں، اس سہرے کے واری
زخموں سے لہو نعش کی رگ رگ سے ہے جاری
خوش کرکے ہمیں توڑ گئے آس ہماری
شرماؤ نہ، کچھ تو کہو، مجھ سوختہ جاں سے
تقصیر ہوئی کیا کہ نہیں بولتے ماں سے

(۲۰)

چپ کے سے سکینہؑ نے دولہن کو یہ سنایا
میدان سے لاشہ بنے قاسمؑ کا ہے آیا
نوشاہ کی ماں نے ہے عجب حال بنایا
جلدی چلو اماں نے تمہیں بھی ہے بلایا
سر کھول دو اور خاک بھی چہرے پہ ملو تم
صدقے گئی نوشاہ کے لاشے پہ چلو تم

(۲۱)

یہ سنتے ہی گھبرا گئی وہ بیکس و بے پر
مقنعہ تو کہیں پھینک دیا اور کہیں چادر
ٹھنڈا کیا سہرے کو، ملی خاک بھی منھ پر
نوشاہ کے لاشے پہ گئی کھولے ہوئے سر
دیکھا کہ بدن پُرزے ہے اس درجہ لڑے ہیں
اور پہلوؤں میں دونوں کٹے ہاتھ پڑے ہیں

(۲۲)

یہ دیکھ کے گھبرا کے عجب ہوگیا عالم
سر شرم سے نیوڑھا دیا اور روئی وہ پُرغم
دل میں کیا افسوس، کہیں کے نہ رہے ہم
کیا جانئے کس طرح سے سب کرتے ہیں ماتم
اس داغ سے واقف دلِ مغموم نہیں ہے
کیا کہہ کے میں روؤں مجھے معلوم نہیں ہے

(۲۳)

کس سے کہوں ماتم کا مجھے رسم بتا دو
رانڈوں کی طرح سے مری اب شکل بنا دو
بیوہ ہوں مجھے ماتمی پوشاک پنہا دو
سر کھول کے ماتھے پہ مرے خاک لگا دو
یک کوہِ الم گر پڑا مجھ زار و حزیں پر
افشاں کے عوض خاک ہے اب میری جبیں پر

(۲۴)

زینبؑ نے کہا باتوؔ سے بی بی ادھر آؤ
رنڈ سالہ کا جوڑا اسے اب لا کے پنہاؤ
مسند کو اٹھاؤ صفِ ماتم کو بچھاؤ
ہے ہے بنے قاسمؑ کہو اور خاک اڑاؤ
گھٹ گھٹ کے نہ مر جائے یہ تشویش بڑی ہے
نوشاہؑ کے پہلو میں دولہن غش میں پڑی ہے

(۲۵)

رنڈ سالے کا جوڑا اُسے جب ماں نے پنہایا
سیدانیوں میں حشر کا ساماں نظر آیا
زینبؑ نے گلے اس کو لگاکر یہ سنایا
سر سے ترے وارث کا سنا اٹھ گیا سایا
دنیا سے پُر ارمان سفر کر گئے قاسمؑ
سر پیٹو کہ تم رانڈ ہوئیں، مر گئے قاسمؑ

(۲۶)

ہے ہے مرے وارث مرے مالک مرے والی
گھر آپ کے مرنے سے مرا ہوگیا خالی
یہ مجھ پہ مصیبت مری تقدیر نے ڈالی
تم تو نہ رہے رہ گئی یہ پیٹنے والی
بنتے ہی دولہن قید مصیبت میں پڑی ہوں
لُو آنکھیں تو کھولو کہ میں سر ننگے کھڑی ہوئی

(۲۷)

صاحب مرا کس طرح کٹے کا یہ رنڈاپا
ہے ہے مری تقدیر کا لکھا ہوا پورا
راس آیا نہ ہے ہے تمھیں، گھر میں مرا آنا
چوتھی کے عوض آیا ہے، میدان سے لاشہ
کس سے کہوں بے آس مجھے کر گئے صاحب
جب بیاہ کے میں آئی تو تم مر گئے صاحب

(۲۸)

یہ کہہ کے سخن رانڈوں میں برپا ہوا محشر
لاشے کو اٹھا لے گئے گھر سے شہؑ بے پر
خاموش شریفؔ اب کہ نہیں طول ہے بہتر
یہ حق سے دعا مانگ کہ اے خالق اکبر
تربت میں نہ سختی ہو نہ ایذا نہ تعب ہو
مدّاح حسینؑ ابن علیؑ میرا لقب ہو

نوٹ: بند ۲۵ کے بعد چار بند غائب ہیں

سوز

سراج الشعراء سید آل محمد مہرؔ جائسی

حسینؑ بیکس کی پھر عزا کا زمانہ آ پہنچا موسم آیا
لئے حرم کو امام مظلوم سوئے مقتل بصد غم آیا
قیامت آئی کہ نوکِ نیزہ پہ فرقِ سلطان عالم آیا
اُتر کے خورشید کربلا کی زمیں پہ تا قدِ آدم آیا
ہلالِ غم آسماں پہ نکلا، زمانے میں دور ماتم آیا
محرم آیا، محرم آیا، محرم آیا، محرم آیا